واہ منے شاہ!

سید مصطفیٰ بخاری

ہمارے اکابر میں ایک ''منے شاہ'' گزرے ہیں جن سے حضرت نانوتویؒ نے دارالعلوم دیو بند کی بنیاد رکھوائی تھی۔ اُن کا نام میاں جی سید عبداللہ شاہ تھا۔ اور ایک ہمارے خاندان کا ''منے شاہ'' تھا...... سید محمد ذوالکفل بخاری، جو سیرت کے لحاظ سے اِن میاں جی عبداللہ کا جانشین ثابت ہوا۔ اُس نے اپنے جدِّ امجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے حضورنبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث **انا مدینۃ العلم و علی بابھا** میں سے کافی حصہ پایا، اور چالیس سال کی عمر میں خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اَسّی نوے سالہ بزرگوں جیسا علم کا وافر حصہ پایا۔ ذوالکفل کی شہادت پر اُس کے ہم عصروں اور بزرگوں نے بہت لکھا اور مدتوں لکھتے رہیں گے۔ میری دانست میں مولا کریم نے اُس کو علم، حلم اور دانائی وحکمت سے جس فراوانی سے نوازا تھا اُس کا احاطہ مشکل ہی سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں فرض حج ادا کر چکا ہوں لیکن اِس سال تبلیغی جماعت کے ساتھ پھر سے حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ یقیناً منے شاہ سے میری آخری ملاقات اللہ کو منظور تھی۔ مکہ میں بابِ عمرہ سے لے کر آخری ملاقات مسفلہ کی ایک بلڈنگ جس میں میری رہائش تھی، رات نو بجے تک ہوئی۔ مجھے علم نہ تھا کہ میرا عزیز بھتیجا جو بچپن سے ہی میرے ساتھ بہت مانوس تھا، آج مجھ سے ہمیشہ کے لیے الوداع ہونے کو آیا ہے۔ اُس کے آخری الفاظ تھے: چچا جان، مدینہ طیبہ سے واپسی پر مجھے مطلع کرنا۔ میں آپ کو اپنی رہائش (عزیزیہ، بن داؤد) پر لے جاؤں گا۔ اور ہم اِن شاء اللہ اکٹھے حج کریں گے۔ مجھے بھی بچوں کے ساتھ حج کرنا ہے۔ آپ کی وجہ سے مجھے سہولت ہوگی۔ میں نے جواباً کہا: تمھاری وجہ سے مجھے بھی آسانی ہوگی۔ میں نے منے شاہ کو لفٹ پر سوار کرایا تو اُس نے دوبارہ تاکیداً یہی جملے دوہرائے، اور ایک خلوص بھری دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ مجھ سے جدا ہوگیا۔ یہ مسکراہٹ زندگی بھر نہ بھولے گی۔

اگلے روز بعد نمازِ جمعہ ہماری جماعت مدینہ طیبہ روانہ ہوئی۔ اتوار کو بعد نمازِ عصر ریاض الجنۃ سے مغرب کی جانب چھتریوں کے نیچے جماعت اکٹھی تھی۔ فون کی گھنٹی بجی۔ اور دوسری طرف سے منے شاہ کے ایکسیڈنٹ کی خبر سنی۔ پریشانی کے عالم میں جماعت کے ساتھیوں سے دعا کی درخواست کی۔ دعا کے لیے ہاتھ اُٹھے تھے کہ سات منٹ بعد پاکستان سے میرے بڑے بیٹے سید عمر مجتبیٰ کی سسکیوں بھری آواز سے اُس کے بتانے سے پہلے ہی دل ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہوگئے۔ زائرینِ حرم میرے گرد اکٹھے ہوگئے۔ ہماری جماعت کے امیر صاحب نے لوگوں کو میرے بھتیجے کے انتقال کے بارے میں بتایا۔ سب نے مجھے تسلیاں دیں۔ میں نے فوراً مکہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا جس پر امیر صاحب نے مشورہ سے مجھے اجازت دے دی۔ گروپ لیڈر کو اطلاع دے کر بلوایا اور مجھے فوراً مکہ شریف پہنچانے کو کہا۔ اللہ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ مجھے ٹیکسی پر بٹھا کر اُسے جلدی پہنچانے کی تاکید کی۔ چار گھنٹے بعد میں عزیزیہ میں منے شاہ کی رہائش پر پہنچ گیا، جہاں

میری بچی اور منے شاہ کے دونوں معصوم بیٹے عطاالمکرِم اور عطاالمنعم موجود تھے۔تھوڑی دیر بعد عزیزم حسنی مبارک اور پروفیسر سلیم، اللہ اِن کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائیں،تشریف لے آئے۔اہلیہ منے شاہ مرحوم سے کاغذات پر دستخط کرائے اور بتایا کہ ایک گھنٹے بعد ہم منے شاہ کو غسل کے لیے لے آئیں گے۔الانتظار اشدمن الموت کا اندازہ اُس وقت ہوا۔الحمدللہ ثم الحمدللہ مجھے حسنی مبارک، سلیم صاحب اور سجاد صاحب کے ساتھ منے شاہ کو غسل دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اِس سعادت کو میں اللہ کی رحمت سے اپنی بخشش کا سبب سمجھتا ہوں۔ میں اِس بات کا شاہد ہوں کہ جب منے شاہ کو غسل دیا گیا تو اُس کی انگشتِ شہادت اُس وقت بھی بلند تھی، جو اُس نے موت کے وقت کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے بلند کی تھی۔ میں نے ہاتھ سے دبا کر اُسے سیدھا کرنے کی تھوڑی سی کوشش بھی کی،مگر وہ پھر بلند ہوگئی۔واہ منے شاہ واہ!

ہم لوگ تہجد کے وقت ساڑھے تین بجے حرم شریف میں اُن کا جسدِ خاکی لے کر داخل ہوئے۔آج حرم میں داخل ہونے والی پہلی چارپائی منے شاہ کی تھی۔ پھر بارہ جنازے اور آئے اور اِس ترتیب میں رکھے گئے کہ امام کے بالکل سامنے منے شاہ کی چارپائی تھی۔ ۵:۴۵ پر امامِ کعبہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ لاکھوں حجاج نے دعائے مغفرت فرمائی۔ اِس جنازے میں شرکت کو بھی میں اپنی مغفرت کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

لاکھوں کے ہجوم میں سے جنازہ لے کر تقریباً ایک کلومیٹر کا سفر ۶ منٹ میں کیسے طے ہوا، یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ فرشتوں کی معیت کا احساس واضح تھا۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائیں جامعہ ام القریٰ کے اساتذہ عبداللہ المطرفی، سلیم صاحب، سجاد صاحب، اور مدرسہ صولتیہ کے عبدالمالک، اور عزیزم حسنی مبارک صاحبان کو جنھوں نے اپنے خاندان میں نہ ہونے کا احساس تک نہ ہونے دیا۔عبداللہ المطرفی صاحب کی ساری رات کی کوشش سے جنت المعلیٰ میں امی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قدمین شریفین میں قیامت تک رہنے کا موقع منے شاہ کو نصیب ہوا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

منے شاہ کی رہائش پر پورا ہفتہ عرب وعجم اور پاکستانی، ہندوستانی اور دیگر ممالک کے لوگ یہ سن کر کہ مرحوم کا چچا آیا ہوا ہے، بعد نمازِ عصر سے رات بارہ ایک بجے تک تعزیت کے لیے آتے رہے۔ ہر آنے والا یہ اظہار کرتا کہ میرا ذوالکفل بخاری سے دوسروں کی نسبت زیادہ تعلق ہے۔ اگلے ہفتے (۲۱/ نومبر ۲۰۰۹ء) منے شاہ کے غمگسار، غمخوار، ہمدرد اور مخلص دوست سلیم صاحب اور سجاد صاحب نے باہمی مشورے سے قرآن خوانی کا پروگرام بنایا جس میں تقریباً پینتیس پروفیسر صاحبان اور دیگر علماء و زعماء تشریف لائے۔ میں دعا گو ہوں اُن سب حضرات کے لیے جو ہمارے خاندان کے اِس غم میں شریک ہوئے۔ میرے چھوٹے بھائی سید عقیل شاہ بھی اپنی اہلیہ کے ہمراہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ پہنچے تھے۔ ایصالِ ثواب کی اِس مجلس میں وہ بھی شریک ہوئے۔ منے شاہ نے اُن کو بھی پابند کیا تھا کہ وہ بھی اُنہی کے گھر قیام کریں گے اور حج اکٹھے ادا کریں گے۔ مولا کریم ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائیں اور تمام امت کے جانے والے مسلمانوں کے درجات بلند فرمائیں اور مغفرت فرما کر جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔آمین۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں